ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

(۲۵) پچیس پیسے

انوارِ مدینہ

جناب شرقی جالندھری

پھر پیشِ نظر مسجدِ نبویؐ ہے حرم ہے
اللہ غنی مجھ پہ بڑا اُن کا کرم ہے

بلوایا ہے بے مایۂ ناچیز کو در پر
یہ اُن کا کرم، اُن کا کرم اُن کا کرم ہے

وُہ قلب مِلا مجھ کو جو ہے درد سے معمور
وہ چشمِ یقیں کیفِ حضوری سے جو نم ہے

معراج کو پہنچا ہوں میں اللہ رے قسمت
ہے میری جبیں اُن کا جہاں نقشِ قدم ہے

انوار نظر آتے ہیں نقشِ کفِ پا کے
محبوب کا ہر کوچہ مجھے رشکِ ارم ہے

مخمور ہوں مَیں اُن کی غلامی کے نشے میں
آقا میرا سلطانِ عرب شاہِ عجم ہے

سرمایۂ نازش ہے مجھے طوقِ غلامی
اس گھر کی غلامی ہی میرا جاہ و حشم ہے

کیا پوچھتے ہو اُن کی غلامی کی بلندی
قدموں سے بہت نیچے میرے دارا و جم ہے

عظمت کا بیاں کیا ہو تیرا مسکنِ نبویؐ
شاہد تیرے اعزاز پہ اللہ کی قسم ہے

مَیں کیا ہوں میرے جیسے یہاں لاکھوں پڑے ہیں
قربان یہاں سارا عرب سارا عجم ہے

مرسلہ:۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب، از مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۷ — ۲ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء — شمارہ ۲۴

محکمہ تعلیمات اور جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

انوارِ مدینہ	شرقی جالندھری
اداریہ	مدیر
احادیث رسول	ماخوذ
مجلس ذکر	حضرت شیخ التفسیر مدظلہ
پل صراط	ماخوذ
خطبہ جمعہ	حضرت شیخ التفسیر مدظلہ
انکساری	محمد یعقوب اوج گیا
دوزخ کے حالات	مولانا عاشق الہی صاحب بلندشہر
بری تدبیریں اور انکا انجام	محمد شفیع عمرالدین سانگھڑ
خشیت الہی	مولانا اصغر علی
ہمارا مقصد حیات	ڈاکٹر عارف فاروقی
حقیقت دعا	ایم عبدالرحمان لودھیانوی
اخلاقیات	آزاد بنگلوری
حضرت سراقہ	حافظ محمد امین بورسٹل جیل لاہور

فون ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

نوٹ۔ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

ہندوستان میں خونِ مسلم کی ارزانی

جب سے پاکستان بنا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے اموال اور جانیں محفوظ نہیں ہیں۔ جب کبھی کسی بنیے کو خونریزی کا شوق چرایا افواہ اڑا دی۔ کہ فلاں مسلمان کے گھر کے اندر راتوں رات گئو ماتا (گائے) ذبح کرکے کھالی گئی ہے بس پھر کیا ہے۔ سورما، مہاشے، دوکانوں سے برآمد ہوئے وال خوروں کی باسی کڑی میں ابال آیا۔ اور دیکھتے دیکھتے خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ مسلمانوں کے گھروں پر ہلہ بول دیا گیا۔ بچوں اور عورتوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ دوکانیں لوٹ لیں۔ جب ہندو سورما سب کچھ کرکے فتح کا نقارہ بجاتے ہوئے گھروں کو لوٹے۔ پولیس بھی آگئی۔ اور دو چار ہندوؤں اور مسلمانوں کو گرفتار کرکے مقدمات درج رجسٹر کردئے۔ یا ایک تحقیقاتی عدالت قائم ہوگئی۔ آخر کار فرقہ وارانہ جذبات کو بروئے کار لانے کے خلاف ہندوانہ وعظ شروع ہوگئے۔

پھر کسی پنڈت کو شوق چرایا۔ اس نے کہہ دیا۔ کہ فلاں جگہ ہندو لڑکی کو مسلمانوں نے چھیڑا ہے۔ بس تحقیق کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے لئے کسی ایک ہندو کا اتنا کہ دینا ہی کافی ہے۔ پھر وہ سارا ڈرامہ سامنے آجاتا ہے۔ اس سال مسلم درسگاہوں پر ہندوؤں کی نظر عنایت ہے۔ پہلے دار العلوم دیوبند پر الزام لگایا۔ کہ یہ پاکستانی جاسوسوں کا اڈا ہے۔ اس کی تلاشی بھی لی گئی۔ اور خدا جانے کیا کچھ ہوا۔ اب علی گڑھ یونیورسٹی پر الزام لگایا گیا۔ کہ یہ پاکستانی جاسوسوں کا اڈہ ہے۔ اور فرقہ وارانہ سازشیں ہوتی ہیں۔ ہزاروں ہندو غنڈوں نے یونیورسٹی کے طلبہ پر پھر شہر کی مسلم دوکانوں پر حملہ کردیا۔ اور یہ کشیدگی بڑھتے بڑھتے میرٹھ غازی آباد وغیرہ شہروں میں جا پہنچی۔ اب بیسوں جگہ ہندو مسلم فسادات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ یہ کھیل کوئی وقتی اور ہنگامی بات نہیں یہ پاکستان بننے کے بعد سے جاری ہے۔ وہاں کے تین چار کروڑ مسلمانوں کو احساس کہتری میں مبتلا اور انتہائی بددلی سے زندگی کے دن گزار رہے ہیں۔ وہاں کے مسلمان کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ منڈی کے مول خون مسلمان ہے۔ آج کل بلکہ اس سے بھی سستا ہے۔ یہ ہندوؤں کے لئے ایک اچھا سامان تفریح اور دل خوشکن مشغلہ ہے۔

آہ! کہاں ہیں۔ وہ مسلمان جو دنیا کے فاتح تھے۔ کہاں ہیں وہ ایماندار! جن کے نام سے بڑے بڑے باجبروت سلطنتیں لرزہ بر اندام ہوتی تھیں۔ کہاں ہیں خداتعالیٰ کے وہ سپاہی جن کی ہر آڑے وقت آسمانی بادشاہت کی طرف سے فرشتوں کی کمک آجاتی تھی

مسلمانو! توبہ کرو۔ انگریز کے بچھائے ہوئے شیطنی جال سے اب بھی باہر نکلنے کی کوشش کرو۔ ہماری نجات ہماری فتح اور ہماری فلاح دارین کا ایک اور صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے ہادی عالم سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل پیروی ہم انگریز کی نقل کرکے یا دین اور علماء دین سے بیزار ہوکر نہ مسلمان رہ سکتے ہیں اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے گفتار و کردار صورت و سیرت اور عقائد و اعمال میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو اپنا مشعل راہ بنالیں۔ ناممکن اور قطعاً ناممکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہ فرمائے۔ اس وقت موت میں ہمیں زندگی کا لطف محسوس ہوگا۔ اور افراد کی قربانی سے جماعت کو حیات نصیب ہوگی۔ بعض لیڈروں نے ہندوستانی مظالم کے خلاف مسلمان...

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر الٰہی کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں اُس کو فرشتے اور چھا جاتی ہے اس پر رحمت اور نازل ہوتی ہے اُس پر سکینت یعنی سکون و اطمنانِ قلب اور ذکر کرتا ہے خداوند تعالیٰ ان لوگوں کا ان شخصوں میں جو اُن کے قریب ہیں۔ یعنی مقرب فرشتے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اور جو شخص ذکر الٰہی نہیں کرتا وہ زندہ اور مردے کے مانند ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں۔ یعنی اس سے اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں۔ (اگر مجھ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ اُس کو معافی دیتا ہوں۔ اور عذاب کا خیال رکھتا ہے۔ تو عذاب کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میں اس کے پاس موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ دل میں مجھ کو یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اس کا ذکر دل میں کرتا ہوں۔ اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے۔ تو میں بھی اُس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں۔ جو ان سے بہتر ہے

خدا کے فضل وکرم کا بیان

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِیْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَجَزَآءُ سَیِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً؛ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ جو جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اُس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور جو ایک بُرائی کرتا ہے اُس کو ایک ہی بُرائی کی سزا ملتی ہے۔ یا میں اُس کو بھی معاف کر دیتا ہوں۔ اور جو شخص میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے۔ یعنی میری اطاعت میں اس کی طرف میں ایک گز بڑھتا ہوں۔ اس کی جانب دونوں ہاتھوں کو پھیلانے کے برابر اور جو شخص آتا ہے آہستہ آہستہ چل کر میں آتا ہوں۔ اُس کی طرف دوڑ کر اور جو شخص ملے گا مجھ سے مقدار زمین کے گناہ لے کر اور میرے ساتھ شریک نہ کرتا ہو کسی کو میں اس سے ملوں گا۔ اتنی ہی بخشش لے کر۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَقَفَهٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ

ترجمہ۔ ابودرداؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا میں تم کو تمہارے اُن اعمال سے نہ آگاہ کروں جو بہترین اعمال ہیں تمہارے خیال میں اور بہت پاکیزہ اعمال ہیں تمہارے بادشاہوں کے خیال میں اور بہت بلند اعمال ہیں۔ تمہارے درجات میں اور بہتر ہیں تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر ہیں تمہارے لئے اس سے کہ تم اپنے دشمن سے ملو (یعنی لڑائی میں) اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری*

*۔ گردنوں کو ماریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا "وہ خدا کا ذکر ہے"

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

اچھّے کام

اپنے احباب کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں۔ جس جگہ کوئی مجلس ذکر کرنے والوں کی ملتی ہے تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس چیز کے تم متلاشی تھے یہاں ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اُن فرشتوں کو گواہ بنا کر مجلس میں شامل تمام حضرات کو بخش دیتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ سب کو اس بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج میں اس موضوع پر بولنا چاہتا ہوں کہ

خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ
لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ط

(پ ۲۹-ع ۱)

ترجمہ:- موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔

"یعنی اللہ تعالےٰ نے موت و حیات کا سلسلہ بنایا ہے۔ اس واسطے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق کام کون کرتا ہے۔ اور "سوہنے" کام کون کرتا ہے۔ سوہنے کام وہ ہیں۔ جن میں اللہ کی رضا پائی جائے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ ربّ راضی ہو جائے۔ اگر وہ راضی ہو گیا۔ تو پھر جنّت ملے گی۔"

تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تم سیٹھ بن جاؤ یا کارخانے دار بن جاؤ یا دوکاندار بن جاؤ۔ مرنے کے ساتھ یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی اور یہ چیزیں غیرمقصود ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو غیرمقصود کو مقصود پر قربان کر دے۔ بیوقوف وہ ہے جو غیرمقصود کو مقصود پر فوقیت دے۔ وہ لوگ جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ مولوی صاحبان ہی نمازیں پڑھیں لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے اللہ کا ارشاد موجود ہے۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ
اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ۝ (پ ۲۷- ع ۲)

ترجمہ:- اور میں نے جنّ اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

"یعنی میں نے انسانوں اور جنّوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ ہم کام کریں گے تو اللہ تعالےٰ رزق دیگا" اللہ کا فرمان ہے

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی
الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا۔

(پ ۱۲- ع ۱)

ترجمہ:- اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

"یعنی اللہ تعالےٰ نے ہر جاندار کو روزی دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔"

مجھے ۴۵ سال یہاں لاہور میں ہو گئے ہیں کیا میں نے آج تک کسی سے سوال کیا ہے؟ کہ فلاں چیز چاہیئے۔ اللہ دیتا ہے اور دنیاداروں سے زیادہ دیتا ہے۔ میرے بیٹے بھی ہیں اُن کو بھی اللہ دیتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آؤ اللہ کی عبادت کرو۔ پھر دیکھو اللہ کیسے رزق دیتا ہے۔ اللہ کا وعدہ سچّا ہے۔

لاہوریو! میں تو کہا کرتا ہوں کہ لاہوری مسلمان کنجری نواز ہیں کیا ہیرامنڈی میں اب سکھ جاتے ہیں یا ہندو جاتے ہیں یا کوئی اور جاتا ہے۔ سب مسلمان ہی جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اچانک عورت سامنے آ جائے تو پہلی نظر معاف لیکن دوسری قابل گرفت ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالےٰ ہے

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ۝

ترجمہ:- اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے

اور

؎ خلاف پیمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پہلی قومیں غرق ہو گئیں۔ قوم عاد، قوم ثمود۔ یہ قومیں اس لئے تباہ ہوئیں۔ کہ انہوں نے انبیاء کی مخالفت کی تھی۔

ایف، اے۔ بی، اے۔ ایل۔ ایل، بی۔ سارے جاہل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مولوی کیا جانتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں جائیں گے تو کہیں گے

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا
سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا
السَّبِیۡلَا ۝ رَبَّنَا اٰتِہِمۡ ضِعۡفَیۡنِ
مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡہُمۡ لَعۡنًا
کَبِیۡرًا ۝ (پ ۲۲- ع ۵)

ترجمہ:- اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

انگریز چار قوموں پر حکومت کرتا تھا۔ مسلمان، ہندو، عیسائی، سکھ۔ اس نے سب کو ایسی تعلیم دی جو کسی کو بڑی نہ لگے۔ وہ سب کو بے ایمان بنا گیا۔ کیونکہ اللہ کے فرمان کے مطابق تین خداؤں کو ماننے والے بے ایمان ہیں وہ تمہیں کہاں سے ایمان دیتا۔ اور لاہوری بدبخت ہیں۔ مجھے یہاں ۴۵ سال ہو گئے ہیں ان کا بیٹا نہ تب کوئی عالم تھا نہ اب ہے۔ ایف، اے۔ بی، اے تو سارے ہیں۔ لیکن عالم دین کوئی نہیں۔ کہتے ہیں اگر بیٹے کو بی، اے نہ کرایا تو بھوکے مر جائیں گے۔ لاہوریوں کے سامنے میری مثال ہے۔ کہ میں کوئی کاروبار نہیں کرتا لیکن اللہ دیتا ہے۔ اس دفعہ گیارھویں مرتبہ حرم شریف کی زیارت کے لئے گیا تھا اور لاہوریوں سے ایک پیسہ نہیں مانگا۔

ایک دفعہ شام کے وقت میں لیٹا ہوا تھا کہ دو شخص آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا آکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی کوئی دین کی خدمت کا کام بتلائیے۔ میں نے کہا یہ قرآن مجید چھپوانا ہے۔ میرے دوست کراچی میں شیخ عنایت اللہ صاحب ہیں اُن کے حساب کے مطابق ۴۵ ہزار روپیہ لگتا ہے۔ باتیں ختم کر کے وہ دونوں چلے گئے۔ ابھی آٹھ دن بھی نہیں گذرے تھے کہ پچاس ہزار روپیہ دونوں کی طرف سے آ گیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہ انہیں جانتا تھا اور نہ ہی پہچانتا تھا۔ خدا معلوم کون تھے۔

اللہ سے دعا ہے کہ دین کو گنوا کر دنیا کمانے سے بچائیے۔ دنیا کا کاروبار تو کریں لیکن دنیا کو دین پر فوقیت نہ دیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پُلِ صراط

حذیفہؓ اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند بزرگ و برتر (قیامت کے دن) لوگوں کو جمع کرے گا۔ پھر مومن ایک مقام پر کھڑے ہوں گے اور جنت ان کے قریب کی جائے گی۔ پھر لوگ آدمؑ کے پاس جائینگے اور کہیں گے۔ اے ہمارے باپ ہمارے لئے جنت کھول دو۔ آدمؑ کہیں گے۔ تم کو جنت سے تمہارے باپ ہی کے گناہ نے نکالا ہے یہ کام میری قوت سے باہر ہے تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہؑ کے پاس جاؤ (چنانچہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے) وہ کہیں گے یہ کام میرے بس کا نہیں۔ میں خدا تعالےٰ کا دوست آج سے پہلے ہی پہلے تھا تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے خدا تعالےٰ نے کلام کیا ہے چنانچہ وہ موسیٰؑ کے پاس جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو خدا تعالیٰ کا کلمہ اور خدا تعالیٰ کی رُوح ہیں (چنانچہ وہ عیسیٰؑ کے پاس جائینگے) وہ کہیں گے یہ کام میری قدرت سے باہر ہے۔ آخر لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آئیں گے اور آپؐ عرش الٰہی کی دائیں جانب کھڑے ہو کر شفاعت کی اجازت طلب کریں گے اور آپؐ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رحم (یعنی ناتے) کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں جانب کھڑے ہو جائیں گے اور پل صراط سے لوگوں کا گزرنا شروع ہوگا۔ *

اور سب سے پہلی جماعت بجلی کی مانند گزر جائے گی۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، بجلی کی مانند کیونکر گذر جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ بجلی چمک کر کس طرح گذر جاتی ہے؟ اور آنکھ جھپکتے واپس آ جاتی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اس کے بعد لوگ ہوا کی مانند گذریں گے۔ پھر پرندوں کی مانند گذریں گے۔ پھر مردوں کے دوڑنے کے مانند گذرینگے پھر پیدل چلنے والوں کے مانند گذریں گے۔ اور اس رفتار کو ان کے اعمال جاری کرینگے (یعنی جیسے اعمال ہوں گے اسی قسم کی رفتار ہو گی) اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر کھڑے یہ کہتے ہوں گے رب سلّم سلّم یعنی اے پروردگار سالم کو سالم رکھ یہانتک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہونگے (یعنی ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کے اعمال کی قوت کی رفتار سست ہوگی اور وہ پل صراط سے نہ گذر سکیں گے) چنانچہ ایک شخص گھسٹتا ہوا آئیگا (یعنی اس میں چلنے کی قوت نہ ہوگی) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے ہونگے جن کو حکم دیا ہوگا کہ وہ اس شخص کو پکڑ لیں۔ جس کو پکڑ لئے جانے کا حکم دیا گیا ہو۔ چنانچہ ان آنکڑوں سے زخمی ہو کر بعض لوگ نجات پا جائینگے اور بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے۔ دوزخ *

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

مسلمانوں کا مذہبی راہ نما

قولہ تعالیٰ۔ (وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ط الاٰیۃ)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ پڑھا کرو۔

وہ کتاب اٹل ہے

یعنی

اس میں کبھی بھی ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

قولہ تعالیٰ (لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِہٖ)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

یعنی

اگر تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ تو فقط اس کی کتاب یعنی قرآن مجید پڑھ۔ تاکہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔

ہاں اگر کوئی اور مقصد ہے

مثلاً اگر درزی بننا چاہتا ہے۔ تو کپڑے کو کترو بیونت کرنے والی کتاب پڑھ

یا اگر

انجینیر بننا چاہتا ہے۔ تو زمین کے ٹکڑے کس طرح مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس کاٹے جاتے ہیں۔ وہ فن سیکھے۔

حاصل یہ ہے

کہ اگر خدا رسیدہ بننا چاہتا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ تو کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کو پڑھ۔ اسی واسطے تو کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔

مسلمان کو کس سوسائٹی میں شامل رہنا چاہئے

قولہ تعالیٰ۔ (وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰكَ عَنۡہُمۡ تُرِیۡدُ زِیۡنَةَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَكَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ۝)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

گزشتہ ارشاد الٰہی کا حاصل یہ ہے۔ کہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام خدا تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ اور ان سے اپنی نظر نہ ہٹا (یعنی جس طرح وہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس طرح بسر کر) اگر ان مقبولین الٰہی سے تو نے نظر ہٹا لی۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ تو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ تو دنیا کی زندگی کی آسودہ حالی چاہتا ہے۔ اور آخرت کو نظر انداز کرنا چاہتا ہے۔ اور تو ان لوگوں کی راہ و رسم کو چھوڑ دے جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہیں۔ اور اس کا معاملہ بندگی کی حد سے آگے گزرا ہوا ہے

یعنی

بندگی کے دائرے کے اندر رہنے والے کا فرض ہے۔ کہ عبدیت کے دائرہ کے اندر رہے۔ یعنی جو کام بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے کرے۔ اور اگر اس شرط کو چھوڑ دے۔ تو گویا کہ وہ رضا الٰہی کے حاصل کرنے کے دائرہ سے نکل گیا۔ اللھم اعذنا منہ

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے شکایت ہے کہ بہت تھوڑے آدمی ایمان لاتے ہیں

اس مضمون پر شواہد

پہلا شاہد

(وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ط بَلۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِكُفۡرِہِمۡ فَقَلِیۡلًا مَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ بلکہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے کفر کے سبب لعنت کی ہے۔ سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ۔ (اَوَكُلَّمَا عٰہَدُوۡا عَہۡدًا نَّبَذَہٗ فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ) (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۲ پارہ ۱)

ترجمہ۔ کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اسے ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

تیسرا شاہد

قولہ تعالیٰ۔ (مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ - یہودیوں میں بعض ایسے ہیں - جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں - ہم نے سنا - اور نہ مانا - اور کہتے ہیں - کہ سن نہ سنایا جائے تو نہ اور کہتے ہیں - راعنا اپنی زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کرنے کے خیال سے - اور اگر وہ کہتے - کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا - اور سن تو اور ہم پر نظر کر - تو ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا - لیکن ان کے کفر کے سبب سے اللہ (تعالیٰ) نے ان پر لعنت کی - سو ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے

چوتھا شاہد

قولہ تعالیٰ (قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ أَجْمَعِيْنَ)

(سورۃ الانعام پارہ ۸ رکوع ۱۸)

ترجمہ - کہدو - پس اللہ (تعالیٰ) کا الزام پورا ہو چکا - پس اگر وہ چاہتا - تو تم سب کو ہدایت کر دیتا -

چار شاہدوں

کا حاصل یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ جبر سے اپنے بندوں کو دائرہ ایمان میں لانا نہیں چاہتا - اور سوائے چند آدمیوں کے لوگ اطاعت الٰہی میں آنا نہیں چاہتے - اس لئے جہنم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالجبر نہیں بھیجا جائے گا - بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہی یہ ہوگا - وما علینا الا البلاغ

لہذا

ثابت ہوا - کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ

کو بھی بندوں سے یہی شکایت ہے - کہ پیغمبروں پر بہت تھوڑے آدمی ایمان لایا کرتے تھے -

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بالجبر تو سب کے سب ایمان لے آتے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان اس امر کا شاہد ہے -

قولہ تعالیٰ - (وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى ۝ الآیۃ)

(سورۃ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷)

ترجمہ - اور اگر اللہ (تعالیٰ) چاہتا - تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا -

اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان لیتا ہے - ارشاد ہے

قولہ تعالیٰ (تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ (سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ - وہ ذات بابرکت ہے - جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا - تاکہ تمہیں آزمائے - کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں - اور وہ غالب بخشنے والا ہے -

اللہ تعالیٰ ہمیں امتحان میں کامیاب فرمائے - آمین یا الہ العالمین

ایم محمد یعقوب آوج گیا

انکساری

حضرت انسؓ سے ہے یہ روایت کہ ایک دن
کوئی جو ایک شخص کو لایا حضور میں
خوف و خطر سے سارا بدن کانپنے لگا
وہ شخص پھر کھڑا ہوا کچھ جا کے دور میں
اُس سے کہا یہ حضرت خیر الانام نے
میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں! نہ کر ہراس
بیٹا ہوں اک قریش کی عورت کا میں نہ ڈر
حاجت ہے کیا تری مجھے بتلا! نہ ہو اداس
کرنے لگا بیان جو تھا عرض مدعا
شفقت جو دیکھی اُس نے خدا کے حبیبؐ کی
محتاج کا سوال نہ رد کرتے تھے کبھی
حاجت روائی آپ نے کی اُس غریب کی
ہو کر کھڑے یہ لوگوں سے پھر آپ نے کہا
وحیٔ خدا کا چاہئے دل سے تمہیں خیال
ہر شخص کی تواضع و تکریم ہے ضرور
مخلوق سب ہیں بندۂ خلاق ذوالجلال

(حضرت مولانا مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

دوزخ کے حالات

(۴)

غساق کیا چیز ہے؟ اس کے متعلق اکابر امت کے مختلف اقوال میں صاحب مرقاۃ نے چار قول نقل کئے ہیں۔

۱۔ دوزخیوں کی پیپ اور ان کا دھوون ہے۔

۲۔ دوزخیوں کے آنسو مراد ہیں۔

۳۔ زمہریر۔ یعنی دوزخ کا ٹھنڈک والا عذاب مراد ہے۔

۴۔ سڑی ہوئی اور بہت ہی ٹھنڈی پیپ ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے پی نہ جاسکے گی۔ (مگر بھوک کی وجہ سے مجبوراً پینی پڑے گی۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ۔ طَعَامٍ ذِیْ غُصَّۃٍ

سورۂ مزمل میں فرمایا:۔

اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

ترجمہ۔ بے شک ان کافروں کے لئے ہمارے پاس بیڑیاں، آگ کا ڈھیر گلے میں اٹک جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے

گلے میں اٹکنے والا کھانا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے۔ کہ طَعَامٌ ذِیْ غُصَّۃٍ۔ ایک کانٹا ہوگا۔ جو گلے میں اٹک جائیگا نہ باہر نکلے گا نہ نیچے اُترے گا۔ (ترغیب)

حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں کو اتنی زبردست بھوک لگا دی جائے گی جو تنہا اس عذاب کے برابر ہوگی۔ جو ان کو بھوک کے علاوہ ہو رہا ہوگا۔ لہٰذا وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے تو ان کو آگ کے کانٹے کھانے کو دیے جائیں گے۔ جو نہ موٹا کریں گے۔ نہ بھوک رفع کریں گے۔ پھر (دوبارہ) کھانا طلب کرینگے تو ان کو طعامٌ ذِیْ غُصَّۃٍ یعنی گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا۔ جو گلے میں اٹک جائے گا۔ اس کے اتار نے کی تدبیر سوچیں گے۔ تو یاد کریں گے کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے گلے میں اٹکی ہوئی چیزیں اتارا کرتے تھے، لہٰذا پینے کی چیز طلب کریں گے۔ چنانچہ کھولتا ہوا پانی لوہے کی سنڈاسیوں کے ذریعے ان کے سامنے کر دیا جائے گا۔ وہ سنڈاسیاں جب ان کے چہرے کے قریب ہوں گی تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گی۔ پھر جب پانی پیٹ میں پہنچے گا۔ تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ)

مَآءٍ صَدِیْدٍ

سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے۔

یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۝ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ ؕ

(سورۂ ابراھیم رکوع ۳ پارہ ۱۳) ۔

ترجمہ۔ اس (دوزخی) کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جس کو وہ گھونٹ گھونٹ کرکے پئے گا۔ اور اس کو گلے سے مشکل سے اتار سکے گا اور اس کو ہر طرف سے موت آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں

پیپ کا پانی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ پیپ کا پانی دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا۔ تو وہ اس سے نفرت کریگا اور قریب کیا جائے گا۔ تو اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا۔ اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی۔ پھر جب اُسے پیے گا تو وہ انتڑیاں کاٹ ڈالے گا۔ اور بالآخر اس کے پاخانہ کے مقام سے باہر نکل جائیگا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَھُمْ

(سورۂ محمد رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ جو ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ

(سورۂ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اگر پیاس سے تڑپ کر فریاد کریں گے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا۔ جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا وہ کیا بُری پینے کی چیز ہوگی

عذاب کے مختلف طریقے

دوزخ کی آگ اور اس کی سخت گرمی، سانپ بچھو کھانے پینے کی چیزیں، اندھیرا یہ سب کچھ عذاب ہی عذاب ہوگا۔ مگر یہ جو کچھ اب تک ذکر کیا گیا۔ دوزخ کے عذاب کا تھوڑا سا حصہ ہے۔ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان طریقوں کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقوں سے عذاب دیا جائے گا۔ جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

قرآن شریف میں ہے۔

سَاُرْھِقُہٗ صَعُوْدًا ۝ (مدثر)

ترجمہ۔ عنقریب میں اس کو صعود پر چڑھاؤں گا۔ (صعود دوزخ میں آگ کا پہاڑ ہے)

آگ کا پہاڑ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "صَعُوْدًا" آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ جس پر دوزخی کو ستر سال تک چڑھایا جائے گا۔ پھر ستر سال تک اوپر سے گرایا جائے گا۔ یعنی ستر سال میں تو اوپر چڑھا تھا اب ستر سال تک گرتے گرتے نیچے پہونچے گا۔ اور ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

قرآن شریف میں ہے۔

(خُذُوْہُ فَغُلُّوْہُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَۃٍ ذَرْعُھَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْہُ ۝

ترجمہ۔ (فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو پھر اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کر دو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی پیمائش

نشر گز ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ اس گز کی مقدار خدا کو معلوم ہے۔ کیوں کہ یہ گز وہاں کا ہوگا

(سلسلۃ) بہت لمبی زنجیر

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر رانگ کا ایک ٹکڑا زمین کی طرف آسمان سے چھوڑ دیا جائے۔ تو رات کے آنے سے پہلے زمین تک پہونچ جائے تو پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور اگر وہ ٹکڑا دوزخی کی زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو دوسرے تک پہونچنے سے پہلے چالیس سال تک چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دوزخیوں کے جکڑنے کی زنجیریں آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلہ سے بھی لمبی ہوں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی۔ پھر اسے آگ میں اس طرح بھونا جائے گا۔ جیسے سیخ میں کباب اور تیل میں ٹڈی بھونی جاتی ہے (ابن کثیر)

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ۝ (دھر)

ترجمہ۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

سورہ مومن میں ہے۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝

(ترجمہ۔ ان کو ابھی معلوم ہو جائیگا جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔ اور (ان طوقوں میں) زنجیر بھی پروئی ہوئی ہوں گی اور اسی طرح وہ) گھسیٹتے ہوئے گرم پانی میں لے جائیں گے۔ پھر آگ میں جھونک دیے جائینگے

طوق

ایک حدیث میں ہے۔ کہ ایک جانب سے سیاہ ابر اُٹھے گا۔ جسے دوزخی دیکھینگے اس سے پوچھا جائے گا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ دنیا پر قیاس کرکے کہیں گے۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ ابر برسے۔ چنانچہ اس میں سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے برسنے لگیں گے۔ جس کے شعلے انہیں جلائیں گے ان کے طوقوں زنجیروں میں اور اضافہ ہو جائے گا (ترغیب)

جس کھولتے پانی میں دوزخی ڈالے جائینگے اس کے متعلق حضرت قتادہؓ فرماتے تھے۔ کہ گنہگار کے گلے پکڑ کر اس پانی میں غوطہ دیا جائے گا۔ تو اس کا تمام گوشت گل کر گر جائے گا۔ اور ہڈیوں کے ڈھانچے اور دو آنکھوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

سورۂ حج میں ارشاد ہے:۔

يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝

ترجمہ۔ ان کے سروں پر جلتا جلتا پانی ڈالا جائے گا۔ جس کی تیزی سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور ان کی کھالیں سب گل جاویں

صھر گرم پانی سر پر ڈالا جائے گا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بیشک کھولتا ہوا پانی ضرور دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جو ان کے پیٹ میں پہونچ کر ان تمام چیزوں کو کاٹ دے گا۔ جو ان کے پیٹ کے اندر ہیں۔ اور آخر میں قدموں میں نکل جائے گا۔ اس کے بعد پھر دوزخی کو ویسا ہی کردیا جائے گا۔ جیسا تھا پھر ارشاد فرمایا۔ کہ آیت میں جو لفظ یُصْھَرُ ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ (ترمذی بیہقی)

سورۂ حج میں یہ بھی ارشاد ہے۔

وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ

ترجمہ۔ اور دوزخیوں کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہیں۔ وہ لوگ جب بھی دوزخ کی گھٹن سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

مَقَامِعُ (گرز)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دوزخ کے لوہے کا ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے۔ تو اگر اس کو تمام جنات و انسان مل کر اٹھانا چاہیں۔ تو نہیں اُٹھا سکتے۔ (رواہ احمد و ابویعلی)

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جہنم کا لوہے کا گرز اگر پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ یقیناً ریزہ ریزہ ہو کر راکھ ہوجائے (ترغیب)

آیت شریف کے سیاق سے معلوم ہوا۔ جب دوزخی نکلنے کا ارادہ کرینگے تو گرزوں سے واپس کئے جائیں گے۔

سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ

ترجمہ۔ جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی۔ تو ہم اس کی جگہ دوسری نئی کھال پیدا کردیں گے۔ تاکہ عذاب چکھتے ہی رہیں۔

کھال پلٹ دی جائیگی

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے۔ کہ دوزخیوں کو روزانہ ستر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی۔ ہر مرتبہ جب آگ جلائے گی۔ تو کہا جائیگا جیسے تھے۔ ویسے ہی ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ ہر بار ویسے ہی ہوجائیں گے۔ (ترغیب و ترہیب)

دوزخیوں کی چیخ و پکار

سورۂ ہود میں ارشاد ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا

ترجمہ۔ دوزخ میں اس حال میں ہوں گے۔ کہ گدھوں کی طرح چلاتے ہوں گے

قاموس میں ہے کہ زفیر گدھے کی شروع آواز کو کہتے ہیں۔ اور شہیق اس کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔

(باقی پھر)

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

بُری تدبیریں اور ان کا بُرا انجام

(۱)

بُری خفیہ تدبیریں اور سازشیں کرنے والوں کو اس حقیقت سے آنکھیں بند نہ کرلینی چاہئیں - کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کے سامنے بندوں کی سب بُری تدبیریں ناکامی سے دو چار ہوتی ہیں - اور اللہ تعالےٰ جو چاہے وہ ہوکر رہتا ہے -

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥

ترجمہ - کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہوگئے - پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھانے والے

"کیا اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں سے بے فکر ہوچکے ہیں"
(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں -

"مَکر" کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو - اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو تو اچھا ہے - اور بُرائی کے لئے ہو تو بُرا ہے"

حاصل کلام

بُری تدبیریں (PLOTS) کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ایسی نازیبا حرکات سے باز آجانا چاہئے - تاکہ اپنے نقصان اور بربادی سے بچ سکیں - یاد رہے کہ بُری تدبیریں اور سازشیں اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں -

بُری تدبیروں کا ریکارڈ

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَۃً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْھُمْ اِذَا لَھُمْ مَّکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ ٥ (سورۃ یونس آیت ۲۱ - ع ۳)

ترجمہ - اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں - اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی - تو وہ ہماری آیتوں کے متعلق حیلے کرنے لگتے ہیں - کہہ دو کہ اللہ بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے بے شک ہمارے فرشتے تمہارے سب حیلوں کو لکھ رہے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"اہل مکہ پر حق تعالیٰ نے سات سال کا قحط مسلط کیا - جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے - تو گھبرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ یہ عذاب اٹھ جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے - آپ کی دُعا سے خدا نے بہتر سماں کردیا اور قحط کی بلا دور ہوئی - تو پھر وہ ہی شرارتیں کرنے لگے - خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے - اور اس کی رحمت کاملہ پر نظر نہ رکھتے - بلکہ انعامات الٰہیہ کو اسباب ظاہری و جبلی اور محض بے اصل خیالات و اوہام کی طرف نسبت کرنے لگتے - اس کا جواب دیا کہ اچھا تم خوب مکر و فریب اور حیلہ سازی کرلو - مگر یہ یاد رہے - کہ تمہاری حیلہ سازیاں ایک ایک کرکے لکھی جا رہی ہیں - وہ سارا دفتر قیامت کے دن تمہارے سامنے رکھ دیا جائے گا - پھر جب تمہاری کوئی حیلہ سازی فرشتوں سے مخفی نہیں، خدا کے علم محیط سے کہاں باہر رہ سکتی ہے - تم اپنے مکر و حیلہ سازی پر مغرور ہو، حالانکہ خدا کا جوابی مکر (تدبیر خفی) تمہارے مکر و تدبیر سے کہیں تیز اور سریع الاثر ہے - وہ مجرم کی باگ اتنی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے - کہ مجرم گو نشہ غفلت میں چُور ہوکر سزا کا تصور بھی نہیں آتا جب پیمانہ شقاوت لبریز ہوجاتا ہے تو دفعۃً پکڑ کر ٹینٹوا دبا دیتا ہے - لہٰذا عاقل کو چاہئے - کہ خدا کی نرمی بُرد باری اور خوش کن حالات کو دیکھ کر مغرور نہ ہو - نہ معلوم نرمی کے بعد کیسی سختی آنے والی ہے - جیسے آگے بحری سفر کی مثال میں بیان فرمایا - حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں - کہ "سختی کے وقت، آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر صرف اللہ پر رہتی ہے - جہاں سخت گھڑی گزری اور کام بن گیا پھر خدا کو بھول کر اسباب پر آ رہتا ہے - ڈرتا نہیں کہ خدا پھر ویسی ہی تکلیف اور سختی کا ایک سبب کھڑا کردے - اُسی کے ہاتھ میں سب اسباب کی باگ ہے - چنانچہ آگے دریائی سفر کی مثال میں اس کی ایک صورت بیان فرمائی"

پہلے بُری تدبیریں کرنے والے لوگ برباد ہوگئے

(۱) قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَاَتٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ (النحل ایت ۲۶ ع ۴)

ترجمہ - ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا - پھر اللہ نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا - پھر اُن پر اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر عذاب آیا - جہاں سے انہیں خبر بھی نہ تھی -

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ

"یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جا رہی ہیں - ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کرچکی ہیں - انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیئے - پھر جب خدا کا حکم پہنچا - تو اس نے پکڑ کر بنیادیں ہلا دیں - آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکہ میں اُن کے تیار کئے ہوئے محل

ان ہی پر آ پڑے جن کی چھتوں کے نیچے سب دب کر رہ گئے - مطلب یہ ہے - کہ ان کی تدبیریں ان ہی پر الٹ دی گئیں - اور جو سامان غلبہ و حفاظت کا کیا تھا - وہ فنا و ہلاکت کا سبب بن گیا - بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسّی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں "

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

(۲) وَقَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَکْرُ جَمِیْعًا ۗ یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَیَعْلَمُ الْکُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ ○ (الرعد آیت ۴۲-ع ۶)

ترجمہ - اور ان سے پہلے لوگ بھی تدبیریں کر چکے ہیں سو اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے - جو کچھ کوئی کرتا ہے اسے سب کی خبر رہتی ہے اور ابھی کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ نیک انجام کس کا حصہ ہے -

"ان سے پہلے لوگوں نے بھی کلمۂ حق کے مٹانے کی تدابیر کیں - اللہ (تعالیٰ) نے ان کی ایسی کاٹ کی - کہ وہ کامیاب نہ ہو سکے .. (اب بھی اسی طرح ہوگا)"

(حضرت شیخ التفسیر مدظلہ العالی)

(۳) وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ ۗ وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ (ابراہیم آیت ۴۶-ع ۷)

ترجمہ - اور ان لوگوں نے اپنی تدبیریں کی تھیں - اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں - اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں - کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں -

"اور (ہم نے پہلے لوگوں کو ان کے کفر و انکار پر سزائیں دیں) ان لوگوں نے دین حق مٹانے میں اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں - اور ان کی (یہ سب) تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں - (اس کے علم سے مخفی نہ رہ سکتی تھیں) اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی نہیں کہ (عجب نہیں) ان سے پہاڑ بھی (اپنی جگہ سے) ٹل جاویں - (مگر پھر بھی حق ہی غالب رہا - اور ان کی ساری تدبیریں کافور ہوگئیں - اور وہ ہلاک کئے گئے - اس سے معلوم ہوگیا - حق وہی ہے - جو پیغمبر فرماتے تھے - اور اس کا انکار موجب غضب و عذاب ہے -"

(بیان القرآن)

قوم ثمود کے سرداروں کا خفیہ تدبیر کرنا اور قوم سمیت ہلاک ہونا

حضرت انبیاء علیہم السلام کا انکار اور ان کے آزار کے درپے ہونے کا بدانجام قوم ثمود کی ہلاکت میں دیکھئے - اور عبرت پکڑیئے -

وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ مَکْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ○

(النمل آیت ۵۰-۵۱-ع ۴)

ترجمہ - اور انہوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایسا داؤ کیا کہ انہیں خبر نہ ہوئی - پھر دیکھو ان کے داؤ کا کیا انجام ہوا - کہ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا -

یعنی قوم ثمود میں نو سردار تھے - جو فسادی تھے - حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو معجزہ کے طور ظاہر ہوئی تھی - اس کی ہلاکت میں بھی ان کا ہاتھ تھا - اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں آگاہ فرمایا - کہ وہ تین دن تک اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہونگے مگر یہ مفسد سردار عذاب کے اس سچے وعدے سے بیدار نہ ہوئے - رجوع الی اللہ نہ کیا - استغفار اور توبہ سے اپنی بگڑی نہ بنائی - بلکہ الٹا یہ تجویز کی کہ تین دن گزرنے سے قبل ہی رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو آپ کے اہل و عیال سمیت قتل کردیا جائے - مگر اللہ تعالےٰ نے ان کی اس ناپاک سازش کو ناکام بنا دیا - یہ جب برے ارادے سے اس پہاڑی کی طرف گئے - جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی عبادت گاہ تھی - تو پہاڑ کی ایک چٹان لڑھک کر ان پر گر پڑی اور وہ سب اس کے نیچے دب کر نیست و نابود ہوکر جہنم کا ایندھن بنے .. نیز ان سرداروں کے پیرو بھی عذاب الٰہی کی گرفت اور ہلاکت سے نہ بچ سکے یہ واقعہ ہمارے لئے بڑی عبرت کا سامان رکھتا ہے -

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

یہود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشیں اور تدبیریں اور ان کی ناکامی

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○

(آل عمران آیت ۵۴-ع ۵)

ترجمہ - اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی - اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والوں میں سے ہے -

یعنی

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برخلاف سازشیں کیں - خفیہ تدبیریں کیں - بادشاہ کو آپ کے خلاف کردیا اور الزام یہ لگایا کہ (معاذ اللہ) آپ تورات کو بدلنا چاہتے ہیں اور آپ کو صلیب پر چڑھانے کا حکم لینے میں کامیاب ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کے سامنے ان کی کچھ بھی نہ چلی - آپ کو قتل کرنے یا سولی پر چڑھانے میں ناکام رہے - اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا - اور یہود کی ساری سازشوں پر پانی پھیر دیا -

قوم نوح (علیہ السلام) کی چال اور ان کی ناکامی

وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا ۚ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ○

(نوح آیت ۲۲-۲۳)

ترجمہ - اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی - اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ودّ اور سواع اور یعوق اور نسر کو چھوڑو -

حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ یہ تھا - کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضرت مولانا اصغر علی صاحب

خشیتِ الٰہی

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ۝

ترجمہ:۔ بے شک جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے

عام طور پر خشیت اور خوف میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ مگر لغت عرب میں ہر دو الفاظ کی ہیئت ترکیبی کا علٰیحدہ علٰیحدہ ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ خوف اور خشیت ایک ہی چیز نہیں بلکہ ہر دو علٰیحدہ علٰیحدہ مفہوم رکھتے ہیں۔ بعض محققین نے ان ہر دو میں فرق کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خوف ایک ایسی حالت کا نام ہے جو کسی امر مکروہ کے زمانہ مستقبل میں واقع ہونے کے خیال سے قلب پر طاری ہوتی ہے اور خشیت ایک قسم کی حشمت اور جلال کا اثر ہے جو قلب پر مسلط ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں خوفِ رب اور خشیتِ رب ہر دو کا ذکر آیا ہے۔

خوفِ رب کے یہ معنی ہونگے کہ بندہ کو اپنے گناہوں کی وجہ سے آنے والے عذاب کا خطرہ دل میں پیدا ہو جائے اور جب یہ حالت غالب آ جاتی ہے تو بندہ معصیت سے باز آ جاتا ہے اور خشیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کا جلال و جبروت جو اس کے صفات کاملہ کے علم کا نتیجہ ہوتا ہے قلب مومن پر غالب آ کر اس کو معصیت سے روک دیتا ہے۔

خوف پہلی منزل ہے۔ اور خشیت بہت دُور آگے ہے۔ کیونکہ خوف میں آنے والے عذاب سے بچنے کا مفہوم داخل ہے۔ اور خشیت میں اللہ تبارک تعالٰے کے حضور میں قاصر رہنے کی ندامت کا خیال مضمر ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جس قدر صفات کا علم الیقین ہوتا چلا جاتا ہے اسی قدر انسان اپنے نقص و قصور پر زیادہ آگاہ ہوتا ہے اور یہ امر موجبِ ندامت و خجالت ہے یہی وجہ ہے کہ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

یعنی بیشک وہ لوگ جو صفات ذات باری کا زیادہ علم رکھتے ہیں وہی اللہ تبارک تعالٰے کی خشیت دل میں رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہالت و ناواقفیت خشیت کے لئے رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ تجربہ سے یہ امر بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جو لوگ شب و روز فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں کبھی خشیت کی طرف رجوع نہیں کرتے کیونکہ خشیت انکسارِ قلب کا نام ہے۔ یعنی ہیبت الٰہی کی وجہ سے قلب کا ٹوٹ جانا اور اس میں ایک قسم کی ایسی شرم و حیا کا پیدا ہو جانا جو اپنے نقص و قصور کو محسوس کرنے کا نتیجہ ہے اور جب قلب مقام خوف سے ترقی کر کے مقام خشیت تک پہنچ جاتا ہے تو اسے نفسِ امارہ بمشکل مغلوب کر سکتا ہے۔ کیونکہ نفس کی اندرونی تحریکِ گناہ پر فوراً ہیبتِ الٰہیہ مسلط ہو جاتی ہے۔

خوف و خشیت سالکین کے مقام ہیں اور ان کے حصول پر ہزاروں ہزار علوم و معارف قلبِ مومن پر وارد ہوتے ہیں

خوف کے پیدا ہونے کے مختلف اسباب ہیں۔ سب سے پہلے عقل سلیم کی ضرورت ہے کیونکہ عقل سے بے بہرہ آدمی خائف نہیں ہوتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ارتکاب معصیت پر جری اور بے خوف ہوتا ہے اور توبہ و مغفرت کا خیال مطلقاً اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔

احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے نماز کے وقت ایک قسم کی آواز سنائی دیتی تھی جو ہنڈیا کے پکنے وقت کی آواز سے مشابہ تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اندر سے ایسی بو آتی تھی جو گوشت بریاں کی بو سے مشابہ تھی۔ کیونکہ آپ کا دل نارِ خوف اور آتشِ شوق میں جل چکا تھا۔ علٰی ہذا سب اکابر بارگاہِ رب العزت کا یہی حال ہے۔

وعظ و تذکیر کا اثر صرف ان ہی قلوب پر ہوا کرتا ہے جن میں کچھ خشیت موجود ہو۔ چنانچہ مشاہدات سے ثابت ہے کہ بعض رقیق القلب حضرات تلاوتِ قرآن مجید سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں مگر جو قلوب خشیّت سے بالکل خالی ہوتے ہیں ان پر مطلق اثر نہیں ہوتا — قرآن حکیم اس خیال کی تصدیق ان الفاظ میں کرتا ہے۔ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى۔ جو لوگ خشیت رکھتے ہیں وہی نصیحت بھی قبول کیا کرتے ہیں۔

اس موقع پر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ خشوع اور خشیت تو قریب المفہوم ہیں لیکن خشوع نتیجہ ہے خشیت کا۔ قال اللہ تعالٰی

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ۔

ترجمہ : یعنی اگر ہم قرآن شریف کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو بیشک تم اسے دیکھتے کہ مارے خشیت الٰہی کے منکسر اور پارہ پارہ ہو جاتا۔

غیب و حضور

کسی جلیل القدر سلطان کے حضور میں اس کی نافرمانی سے باز رہنا کوئی قابل مدح بات نہیں۔ لیکن غائبانہ حالت میں محض اس کی جلالت و حشمت سے متاثر ہو کر معصیت سے باز رہنا درحقیقت بڑی خوبی کی بات ہے یہ غیب ان ہی لوگوں کے حق میں ہے جو مقام ذکر میں کمال استقامت کو نہیں پہنچتے۔ ورنہ اہل مشاہدہ کبھی غائب نہیں ہوتے اور ہر وقت اللہ کا جلال و کمال ان کے پیش نظر رہتا ہے۔ ان کی خشیت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا اور جس قدر حضور اور غیبت میں مدارج متفاوت ہوتے ہیں اسی قدر خشیت بھی متفاوت ہوتی ہے۔

اور جو لوگ مقام مشاہدہ کے مالک نہیں۔ ان کے حق میں غیب کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسمائے جمال و جلال کے مقتضا کو مظاہر میں حقیقی طور پر جلوہ گر نہیں دیکھتے بلکہ صرف علم الیقین تک محدود رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو اصطلاح تصوف میں محجوبین کہتے ہیں۔ اس لئے ان کی خشیت تصورِ عظمت و جلالِ الٰہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور یہ خشیت اصحابِ مشاہدہ کی خشیت سے بہت نیچے ہوتی ہے ایسے لوگ بھی جب اپنی خشیت کے مقام میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالےٰ انوار روحانیہ سے ان کے قلب کو منور کر دیتا ہے اس عالم میں یہی اجر کبیر ہے جو مرنے کے بعد انہیں بصورت نعمائے جنت حاصل ہوگا اور جو لوگ خشیت کے اعلیٰ مقام پر ہیں انکے مدارج و درجات اور بھی اعلیٰ ہیں

(ڈاکٹر عارف فاروقی)

ہمارا مقصد حیات

ہمارا مقصد حیات کیا ہے ؟ یہ سوال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں دنیا میں بھیجا ہے۔ ہماری پیدائش کی کیا غرض و غایت ہے ؟

ہمارے عام مشاہدے کی بات ہے اور روز مرہ تجربہ بھی کرتے ہیں۔ کہ انسان دنیا کی جس چیز کو چاہتا ہے۔ کان پکڑ کر اپنے کام میں لے آتا ہے کائنات عالم میں سے کسی چیز کو مجال انکار نہیں معلوم ہوا۔ کہ تمام دنیا کا کارخانہ محض انسان کے لئے ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان کس کے لئے ہے۔ کیا اس لئے ہے۔ کہ اس دنیا میں کھائے پیئے اور چند روزہ عیش و آرام کرکے رخصت ہو جائے۔ اگر یہی بات تھی۔ تو دیگر حیوانوں کی موجودگی میں انسان کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؛ انسان خدا تعالےٰ کے لئے ہے۔ ارشاد خداوندی ملاحظہ ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذریت ایت ۵۶)

ترجمہ۔ ہم نے انسان اور جن
کو سوائے عبادت کے دوسرے
کاموں کے لئے پیدا نہیں کیا

معلوم ہوا کہ انسان کی خلقت کی غرض عبادت ہے۔

رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کو دیکھئے۔ وہ فکر معاش میں بھی نظر آتے ہیں۔ جہاد کی تیاریاں بھی کرتے ہیں۔ بال بچوں کی دیکھ بھال اور مواشیوں کا رکھ رکھاؤ بھی کرتے ہیں۔ اور جب آذان ہوتی ہے۔ اس وقت نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر وقت انسان سے عبادت کا خواہاں ہے مگر وہاں زندگی کے ہر شعبے میں ہر شعبہ میں اللہ کے رسول اور ان کے اصحابی مصروف نظر آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ عبادت پوری انسانی زندگی کو محیط ہے۔ دنیا کا ہر وہ کام جو زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کیا جائے۔ وہ عبادت میں داخل ہے

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ عبادت ہیں اسی طرح ہماری معیشت بھی عبادت ہے سیاست بھی عبادت ہے۔ اور ہمارے وہ تمام کام جو ہماری زندگی میں پیش آتے ہیں۔ عبادت ہیں۔ اب ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ اور جاننا چاہیئے کہ ہماری زندگی کے جتنے شعبے ہیں۔ ہم ان کے ہر کام کو قرآن حکیم اور حدیث پاک کی روشنی میں کس طرح انجام دیں کہ وہ عبادت بن جائیں۔

ایسا مسلمان جو اپنی پوری زندگی کو عبادت بنالے ایک اعلیٰ قسم کا مسلمان ہوتا ہے۔ سلف صالحین ایسے ہی مسلمان تو تھے۔ جن کے کردار سے ایک دنیا متاثر ہوئی۔ اور لوگ جوق در جوق حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ حالانکہ اس زمانے میں شعور اتنا بلند نہ تھا۔ جتنا آج ہے آج جس قدر لوگ اسلام سے متاثر ہوسکتے ہیں۔ پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ خاصکر اس زمانے میں جب کہ لوگ لادینی سے بیحد بیزار ہیں۔ آج پوری انسانی دنیا لذت نفس کے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ اس لذت نفس یا معیار زندگی کی بلندی نے ہی آج دنیا کو ایسے مہلک و خطرناک آلات حرب سے مدیا کر دیا ہے۔ کہ بڑی سے بڑی اور حوصلہ مند قوم خوف و ہراس میں مبتلا اور لرزاں ہے۔ اور اپنے تحفظ کے لئے دنیا میں کوئی جگہ نہیں پاتے۔ آج وہ لذت نفس نہیں۔ سکون قلب کے آرزو مند ہیں۔ اور یہ جنس نایاب گوہر بے بہا کہیں سے نہیں ملتی۔

ایک بات ضرور ہے۔ کہ اس دور خرابات میں مسلمان اچھا بننے کا خواہش مند ضرور ہے۔ اور جب بھی اس کو موقعہ ملتا ہے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ لیکن ماحول کی دلدل اسے باہر نکلنے نہیں دیتی۔ اس سے یہ توقعہ ہوتی ہے۔ کہ یہ امنگ اور یہ تڑپ پھر اسے دنیا میں بہتر انسانیت کا نمونہ بنادیگی دل کو سمجھا لینے کی دیر ہے۔ اس کے

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی

حقیقت دعا

حلال روزی دعا کی متبولیت کیلئے شرط ہے (۳)

اللہ تعالٰی پاکیزہ ہے سوائے پاکیزہ چیزوں کے کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ تعالٰے نے جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا وہی حکم مسلمانوں کو دیا۔ فرمایا اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو (اسی طرح مسلمانوں کو فرمایا)

اے ایماندارو! پاکیزہ مال اور حلال رزق جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ کھاؤ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر فرمایا۔ جس نے بڑا طول طویل سفر کیا۔ بال بکھر گئے چہرہ گرد سے اٹا ہوا اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اللہ کی طرف پھیلاتا ہے اور یا رب، یا رب کہتا ہے لیکن حرام کھاتا ہے حرام پیتا ہے اور اس کا بدن حرام غذا سے پالا گیا ہے۔ پس ایسے شخص کی دعا کہاں قبول ہوتی ہے۔ (المسلم)

فائدہ:- (مسافر اور معیبت زدہ کی دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا گیا ہے لیکن اگر کھانا پینا حرام کی کمائی سے ہے، لباس میں دوسرے کا حق شامل ہے تو اس کی دعا بھی قبول نہ ہوگی)

دعائے مقبول

اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ:- اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی (بلکہ ضرور قبول ہو جاتی ہے)

اَلدُّعَاءُ هُوَالْعِبَادَةُ

(ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ:- اصلی عبادت دعا ہی ہے۔

جس کے لئے دعا کے دروازے کھول دئے گئے اور اللہ تعالٰے کو اس دعا سے پیاری اور کوئی چیز نہیں کہ اس سے عافیت کی دعا کی جائے اور دعا اس بلا کو دور کرنے کے لئے بھی نافع و مفید ہے جو نازل ہو چکی۔ اور اس مصیبت کو بھی دفع کرنے کے لئے مفید ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی۔ اور دعا ہی ایسی چیز ہے جو حکم الٰہی کو پھیر سکتی ہے۔ پس تم ضرور کثرت سے دعا کیا کرو۔ (ترمذی)

مخصوص اوقات دعا

عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! کون سی دعا زیادہ سنی (جلدی قبول کی) جاتی ہے۔ فرمایا۔ جو دعا آخر شب میں کی جاتی ہے۔ اور فرض نمازوں کے بعد (وہ جلدی قبول ہوتی ہے)

آداب دعا

دعا تضرع اور زاری سے مانگنی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دعا عبادت کا مغز ہے) اس کا سبب یہ ہے کہ عبادات کا مقصود اظہار عبودیت ہے اور عبودیت تب ہی ہوتی ہے جب اپنی عاجزی اور حق تعالٰے کی عظمت کو جانے۔ اور دعا میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ جس قدر تضرع اور زاری زیادہ ہو اسی قدر اچھا ہے اور دعا میں آٹھ آداب کا خیال رکھے۔

۱- یہ کہ دعا نیک ساعت میں مانگے جیسے عرفہ کے دن، جمعہ کے دن، رمضان المبارک بالعموم اور لیلتہ القدر بالخصوص، ماہ شعبان کی پندرھویں رات، صبح کے وقت، آدھی رات کے وقت، عیدین کی راتوں کو

۲- بڑے بڑے حالات کے وقت کا بھی خیال رکھے جیسے غازیوں کے جہاد کرنے کا وقت، بارش کے وقت، نماز فریضہ کے وقت، اور روزہ کی حالت میں اور ایسے وقت میں جبکہ دل پر رقت ہو۔ کیونکہ ان تمام مذکورہ اوقات میں اللہ تعالٰی آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے

۳- یہ کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھ بلند کرے اور جب دعا ختم کرے تو منہ پر ہاتھ پھیرے

بقیہ ہمارا مقصد حیات۔ صفحہ ۱۶ سے آگے

لئے دیس بدیس نہیں جانا پڑتا۔ اپنے ہی دیس اور اپنے ہی گھر میں سب کچھ موجود ہے۔ اچھائی اور برائی کو تو ہر شخص سمجھتا ہے۔ اور مسلمان رہن سہن، معاملات اور سیاسیات، ہرشعبہ زندگی میں اسلام کا پیرو ہو جائے۔ اور اس میں اپنا تھوڑا سا نقصان بھی گوارا کرے تو پھر اتنا بڑا فائدہ حاصل ہو۔ کہ یہ سب نقصان، ہیچ نظر آنے لگے خداوند تعالٰے کے فضل و کرم سے تعلیمات اسلامی پوری کی پوری ہر زبان میں آج بھی موجود ہے۔ سیرت رسول پاک ہر بھلائی اور ہر برائی کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہے صرف ذوق تجسس چاہئے۔ ماحول کی گندی دلدل میں وہ ایسا پھنسا ہوا ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات کے مطالعہ کے لئے نہ اس کے پاس وقت ہے، نہ پیسہ، نہ لگن، خرابات کے لئے سب کچھ ہے۔ ممالک اسلامی کے افراد کو دیکھ لیجئے فحاشی کے پرستار نظر آتے ہیں۔ سینما لاکھوں موجود ہیں۔ لیکن مجالس وعظ نابود۔ فحش قسم کا لٹریچر ہاتھوں ہاتھ اور بڑے داموں پر فروخت ہوتا ہے۔ اور تعلیمات اسلامی کی تالیفات گرد آلود رہتی ہیں۔ جب مسلمان تعلیمات اسلامی سے واقف ہی نہ ہوگا۔ اور اپنے آپ کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالے تو کس طرح۔ اور دنیا میں ممتاز نظر آئے تو کیوں کر۔ جب کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ راست گوئی، وعدہ کی ایفا، دیانت، امانت، عفو، رحم یہ سب جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھیں۔ اب کیوں نہیں۔ کہ وہ اس کی قدر و قیمت سے واقف ہی نہیں۔ اپنائے کس طرح اور دنیا میں ممتاز ہو تو کیونکر کیا مسلمان یہ نہیں جانتا۔ کہ ایک دن اس کو جواب دینا ہوگا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم کو بھیجا کس لئے تھا۔ اور تم کیا بن گئے۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کریم ہے اور یہ ناممکن ہے کہ ہاتھ اُس کی طرف اٹھائے اور وہ خالی واپس پھیرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دُعا مانگتا ہے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں رہتا یا تو اُس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اُسے کچھ نہ کچھ اس وقت حاصل ہو جاتا ہے یا مستقبل میں اُسے کچھ چیز ملنے والی ہوتی ہے۔

۴۔ جب دعا مانگے تو اس کے نامقبول ہونے کا خیال دل میں نہ لائے بلکہ اس کی قبولیت کا دھیان رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اُس حالت میں دعا کرو جب تمہیں اُس کی اجابت کا یقین ہو۔

۵۔ دُعا اُس شخص کی قبول ہوتی ہے جو نہایت خشوع و خضوع زاری اور حضور دل کے ساتھ کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کا دل غافل ہو اُس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

۶۔ دعا میں عاجزی اور انکساری کا اظہار کرے اور دعا کا تکرار کرے اور دعا کرنا نہ چھوڑے اور یہ نہ کہے کہ میں نے بہت دعا کی ہے اور قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ دعا کے قبول ہونے کا وقت اور مصلحت اللہ بہتر جانتا ہے اور جب مقبول ہو جائے تو یہ پڑھنا سنت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جب قبول ہونے میں دیر ہو جائے تو یہ کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

۷۔ دُعا سے پہلے درود شریف اور تسبیح پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا سے پہلے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَھَّابِ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دعا مانگے اُسے مجھ پر پہلے درُود بھیجنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے دعا ضرور قبول ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کی ذات نہایت کریم ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ ایک چیز کو قبول کرے اور ایک کو رد کر دے۔

۸۔ یہ کہ دعا سے پہلے توبہ کرے اور ظلم کے احاطہ سے باہر نکل آئے اور دل کو پورے طور پر اللہ کی طرف رجوع کرے کیونکہ بہت سی دعائیں گناہوں کی ظلمت اور دل کی غفلت کی وجہ سے ردّ ہو جاتی ہیں۔ حضرت کعب الاحبارؓ فرماتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں قحط پڑا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام تین دفعہ بمعہ تمام امت باراں رحمت کیلئے نکلے لیکن قبولیت نہ ہوئی۔ موسیٰؑ کی طرف وحی آئی کہ تم میں ایک چغلخور ہے جب تک وہ رہے گا دعا قبول نہ کروں گا موسیٰؑ نے کہا۔ اے خدا وہ کون ہے تاکہ اس کو جماعت سے باہر نکال دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میں نے خود چغلخوری سے منع کیا ہے لہذا خود کیسے اس فعل کا ارتکاب کروں۔ پس موسیٰؑ نے تمام امت کو کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو۔ جب سب نے توبہ کی تو بارش ہوئی۔ مالک ابن دینار فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بار قحط پڑا کئی دفعہ انہوں نے دعا مانگی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اُن کے پیغمبروں پر وحی نازل ہوئی۔ کہ انہیں کہہ دو باہر آئے ہو دعا مانگتے ہو پلید اجسام اور حرامخوری سے شکم پُر کئے ہوئے ہو۔ اور تمہارے ہاتھ خون ناحق سے آلودہ ہیں۔ اس حالت میں تمہارا باہر نکل کر دُعا مانگنا میرے غصّہ کو تم پر زیادہ کرتا ہے پس جاؤ مجھ سے دُور رہو۔

بقیہ اداریہ۔ صفحہ ۳ سے آگے

عالم کی کنونیشن بلانے کا مشورہ دیا ہے اور بعض اخباروں نے تمام ممالک کو انسانی حقوق کے نام پر بھارت کے معاملات پر غور کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔

ہم حیران ہیں۔ کہ ساڑھے نو کروڑ مسلمان کس منہ سے اوروں کو مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ کیا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کہ اب ناکامی کے بعد دوسرے مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دے رہے ہیں۔ بھارتی مسلمانوں کو جو تکلیف ہے۔ وہ ملک کی تقسیم اور پاکستان سے ہمدردی کے الزام میں پہنچ رہی ہے۔ اس لئے ان کی ہمدردی کا پہلا فرض ہم پر عائد ہوتا ہے۔ کیا ہم درخواستوں سے نہرو یا کسی ہندو سے مسلمانوں کے لئے امن حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ بات غلط ہے تو پھر ہمیں خود اپنے لئے کشمیر اور ہندی مسلمانوں کی خاطر ایک صحیح اور قطعی راہ عمل کی تلاش کرنی پڑے گی۔

دوسرے غیر مسلم ممالک سے ہم کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ جب کہ فرانس جیسی حکومت الجزائر میں درندگی کا انتہائی مظاہرہ کرنے کے بعد اقوام متحدہ تک کو یہ ٹکا سا جواب دے دیا۔ کہ الجزائر کا مسئلہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے۔ اس میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کی جاسکتی ان حالات میں ہم بیرونی دنیا کو دعوت دے کر مسئلہ کشمیر اور مظلوم ہندوستانی مسلمانوں کے درد کا مداوا مہیا نہیں کر سکتے۔ ہماری حکومت۔ ہمارے عوام اور ہمارے لیڈروں کو مل کر خود ان مسلمانوں کی خاطر کوئی عملی پروگرام مرتب کرنا چاہئے۔ جو ہماری ہمدردی کے الزام یا محض مسلمان ہونے کی وجہ سے پیسے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو صحیح مسلمان بنائے اور ان کی مدد فرمائے امین۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

قرآن کا پیام

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

(بنی اسرائیل رکوع ۷)

ترجمہ:- اور البتہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔ اور خشکی اور تری دونوں کی قوتیں اس کے تابع کر دیں کہ اٹھائے پھرتی ہیں اور اچھی چیزیں اس کی روزی کے لئے مہیّا کر دیں۔ نیز جو مخلوقات ہم نے پیدا کی ہیں۔ ان میں سے اکثر پر اسے برتری دی پوری برتری۔

ان نعمتوں اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں ایک خداشناس اور ناخداشناس میں بڑا فرق ہے جو مومن کو اس کی ہدایت ہے اور اس سے اس کی توقع کی گئی ہے کہ وہ ان نعمتوں سے مستفید ہوتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھے کہ یہ محض اللہ کا انعام اور اس کی بخشش ہے اور عین اس حالت استفادہ میں یہ پیش نظر رہے کہ وہ قوت و قدرت کے باوجود اشیاء کے اصل خالق اور عالم کے فرمانروا کے حضور میں حاضر ہونے پر مجبور ہے اور اس کو ایک دن اس کا حساب دینا ہے۔ کہ اس نے ان نعمتوں سے کیا فائدہ اٹھایا، ان کو کہاں استعمال کیا اور ان کا کیا حق ادا کیا۔ مومن ان نعمتوں کو محض اللہ کا فضل و انعام اور شکر و ناشکری کا امتحان سمجھتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے الفاظ ہیں:-

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۪ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

(پ ۱۹- ع ۳)

ترجمہ:- یہ میرے رب کا احسان ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو کوئی شکر کرے گا تو اپنے واسطے اور اگر کسی نے ناشکری کی تو میرا رب بے نیاز و کریم ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنی قوت و حشمت اور رعب و دبدبہ ملاحظہ فرمایا تو بے ساختہ ان کی زبان مبارک پر یہ الفاظ آئے:-

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(پ ۱۹- ع ۲)

ترجمہ:- اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ ایسے نیک کام کروں جو تجھے پسند ہوں اور مجھ کو اپنی مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں ملا لے۔

اس کے برخلاف جو لوگ دین کی دولت سے محروم اور خدا کو بھولے ہوئے ہوتے ہیں ان کو اپنی طاقت اور دولت پر ناز ہوتا ہے اور وہ اپنے سے بلند و بالا کسی ہستی کو نہیں سمجھتے۔ زمانہ ماضی کے ایک بڑے دولت مند کا واقعہ ہے کہ اس سے کچھ معقول لوگوں نے کہا کہ اپنی دولت پر زیادہ ناز نہ کرو، اپنے مال و دولت سے آخرت کا سامان کرو اور اللہ کے احسان کا بدلہ احسان سے دو، اور زمین میں فتنہ و فساد برپا نہ کرو، قارون نے اس کا جواب دیا کہ اس مال و دولت کے سلسلہ میں کسی کا شرمندۂ احسان و ممنون منت نہیں۔ یہ محض میری عقل و دانائی اور علم و ہنرمندی کا ثمرہ ہے۔ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ عِنْدِيْ۔ کہا یہ تو مجھے اپنے ایک خاص علم کی بناء پر ملا ہے۔

اپنی طاقت و زعم و احساس اور اپنے اوپر کسی اور ہستی اور بالاتر طاقت کے انکار کا نتیجہ وہ نشۂ قوت ہے۔ جو انسان کو مجبور بنا دیتا ہے۔ جس کو کوئی مصلحت قابو میں نہیں رکھ سکتی۔ افراد اس کے آہنی پنجہ میں مجبور و بلا اختیار رہتے ہیں۔ اور کمزور قومیں اس کے پاؤں کے نیچے سبزے کی طرح پامال ہوتی رہتی ہیں۔

بقیہ اخلاقیات۔ صفحہ ۱۸ سے آگے

ملت حنیف کے پیشوا حضرت ابراہیمؑ اپنے کافر باپ کے حق میں جب دعائے مغفرت کے طالب ہوئے تو بارگاہ الٰہی میں گو یہ دعا مستجاب نہ ہوئی مگر حضرت ابراہیمؑ کی نرم دلی اور دردمندی کی مدح فرمائی گئی۔ ارشاد ہوا (ترجمہ)

بے شک ابراہیمؑ رحم دل بردبار تھے (توبہ)

آزاد بنگلور

اخلاقیات

رفق و لطف

رفق و لطف کے معنی یہ ہیں۔ کہ معاملات میں سختی اور سخت گیری کے بجائے نرمی اور سہولت اختیار کی جائے۔ جو بات کی جائے نرمی سے ہو جو سمجھایا جائے وہ سہولت سے او جو مطالبہ کیا جائے۔ وہ میٹھے طریقہ سے کہ دلوں کو موہ لے اور پتھر کو بھی موم کردے۔ اللہ تعالےٰ نے کئی آیتوں میں اپنے کو "لطیف" فرمایا ہے اور حدیثوں میں اس کا نام رفیق آیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اپنے ہر قسم کے بندوں کے ساتھ خبرگیری اور رزق کا سامان پہنچانے میں رفق لطف فرماتا ہے۔ اور اپنے تلطف میں وہ ان کی اطاعت اور عدم اطاعت کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کو بے سان و گمان جس طرح امارت کے رتبہ تک پہنچایا۔ اور ان کے خاندان کو جن غیر متوقع ذریعہ سے مصر لے آیا اور دشمن بھائیوں کو جس طرح ان کے سامنے نادم و شرمندہ کرکے ان کے آگے سرنگوں کردیا۔ اس کو یاد کرکے وہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

(سورۃ یوسف رکوع ۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ بے شک میرا رب لطف کرنے والا ہے۔ جس بات کا چاہے، بیشک وہی علم والا حکمت والا ہے۔

حضرت یوسفؑ کو جو مشکلیں پیش آئیں۔ اور پھر وہی مشکلیں جس طرح ان کی کامیابی کا ذریعہ بنیں ان کی حکمت کو خدا ہی جانتا تھا۔ اور اسی کو اس کی خبر تھی

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ اپنے رفق و تلطف کا اظہار اس طرح فرماتا ہے

(اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ

(سورۃ شوریٰ رکوع ۱ پارہ ۲۵)

ترجمہ۔ اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے۔ جس کو چاہتا روزی دیتا ہے۔ اور وہی قوت والا غالب ہے۔

اس آیت کے اوپر قیامت کے تعلق سے مومنوں اور کافروں کا ذکر ہے۔ اور نیچے بھی ان دونوں قسموں کا تذکرہ ہے بیچ میں یہ آیت ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ لطف الٰہی کافرومومن دونوں کے ساتھ ہے۔ کہ دونوں کو یکساں رزق پہنچاتا ہے۔ اور اسی لئے قیامت کو راز رکھنا بھی اس کے الطاف بیکراں کا ایک نتیجہ ہے۔

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

بُری تدبیریں

صفحہ ۱۲ سے آگے

۱۔ کہ صرف اللہ کی عبادت کرو
۲۔ اللہ سے ہی ڈرو
۳۔ میری تابعداری کرو۔

مگر

قوم کے سرمایہ داروں نے قوم کو سمجھایا کہ آپ کی بات نہ مانیں۔ اور بتوں کو نہ چھوڑیں۔ یہ ان کی سب سے بُری خفیہ تدبیر تھی۔ کہ قوم کا تعلق اللہ سے توڑ کر غیر اللہ کے ساتھ گانٹھ دیا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح ۲۵)

ترجمہ۔ یعنی غرق کردیے گئے، پھر دوزخ میں داخل کئے گئے

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

کوتاہ اندیش فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں مگر اپنا ہی نقصان کیا

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝

(المومن آیت ۴۵ ع ۵)

ترجمہ۔ پھر اللہ نے اسے تو ان کے فریبوں کی بُرائی سے بچایا اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آرہا۔

آل فرعون کے ایک مرد مومن نے علانیہ کہہ دیا۔ کہ اے بھائیو تم میری راہ چلو میں ٹھیک ٹھیک راستہ بتلارہا ہوں۔ اور کلمہ حق کے کہنے میں فرعون جیسے ظالم اور جابر بادشاہ کو خیال میں نہ لایا۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ فرعون کی ذرا بھر پرواہ نہ کی

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (المومن آیت ۴۴)

ترجمہ۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس کشمکش کا نتیجہ حضرت مولانا عثمانیؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔

حق و باطل کی اس کشمکش کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے ہمراہیوں کو جن میں یہ مومن آل فرعون میں تھا) فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا کوئی داؤ ان کا چلنے نہ دیا۔ بلکہ اُن کے داؤ پیچ خود اُن پر اُلٹ پڑے جس نے حق پرستوں کا تعاقب کیا مارا گیا۔ اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق ہوا۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۱۹)

حضرت سراقہ کا ایمان لانا

وہ کنگن بھی آئے جنہیں پہن کر وہ تخت پر بیٹھا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا اور کنگن خود ان کے ہاتھوں میں پہناتے ہوئے فرمایا۔ "خدا کا شکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی میری زندگی میں پوری ہوئی۔"

بچوں کا صفحہ

حضرت سراقہؓ کا ایمان لانا

جناب حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل، لاہور

جب اہل مکہ نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگے تو آپؐ نے حکمِ خداوندی سے ہجرت کی تیاری شروع کی اور اہلِ مکہ کی تمام امانتیں حضرت علیؓ کے حوالے کر کے ایک رات انہیں اپنے بستر پر لٹایا۔ اور خود حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مدینہ کی طرف چل پڑے۔ جب ابوجہل کو علم ہوا کہ حضورؐ تو بچ کر نکل گئے ہیں تو اس نے فوراً اعلان کر دیا کہ جو شخص حضورؐ کا سر مبارک لائے گا، میں اُسے ایک سو سرخ اونٹ انعام دوں گا۔ انعام کے لالچ میں لوگوں نے چاروں طرف آپؐ کی تلاش میں گھوڑے دوڑا دیئے۔ چنانچہ سراقہ اس راستے پر چل نکلا جس پر حضورؐ گئے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے سراقہ کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ سراقہ آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے مڑ کر جونہی سراقہ پر نگاہ مبارک ڈالی تو سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی

کہ ... وسلم ... انعا ... سہ بارہ ... وسلم قریب پہنچے لعاب ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہِ نبوت سے نظر بھر کر دیکھا۔ تو سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا۔ "سراقہ کس نیت سے آئے ہو میں تو تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے سنہری کنگن دیکھ رہا ہوں"۔ سراقہ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مسلمان کریں اور معاف فرمائیں"۔ مزید کہا۔ "یہی تلوار جو آپؐ کا سر لینے آئی تھی اب آپؐ کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی"۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب ایران فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں کسریٰ کے سونے کے

باقی صفحہ ۱۸ پر

حق گوئی

حضور سہسوانی

جس بشر میں ہو خوئے حق گوئی
قدر کرتا ہے اس کی ہر کوئی
بات افضل وہی ہے جو حق ہو
اس کے مصداق تم بھی سچ بولو
ہر جگہ فتح حق کی ہوتی ہے
بات جھوٹی تو پھر بھی جھوٹی ہے
راست گوئی بڑی عبادت ہے
حق تعالےٰ کو اس سے الفت ہے
راست گوئی کو جس نے اپنایا
مرتبہ اس کا ہو گیا بالا
حق کو جو بھی عزیز رکھتے ہیں
ان کو سب ہی عزیز رکھتے ہیں
یہ حقیقت ہے آدمی حق گو
پا ہی لیتا ہے حق تعالےٰ کو

یاد رکھو حضور جیتے جی
سانچ پر آنچ آ نہیں سکتی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAM
[…]HORE (PAKISTAN)

[…]نمبری ۱۷/۱۰۰۰۰/۱۶ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور زریعہ بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۷۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

اخلا[…]

رفق و لطف

رفق و لطف کے معنی یہ ہیں
کہ معاملات […]

[…]سد کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

تقطیع
۲۲ × ۲۹
۸

[…] آیت
[…]ہوتا ہے۔ کہ یہ
[…] کے ساتھ

مترجم و محشی

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد

۱- ہر سورۃ کا عنوان
۲- ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ماخذ
۳- ربط آیات
۴- کاغذ، کتابت، طباعت معیاری

ھدیہ: مجلد پارچہ قسم اول آٹھ روپے محصولڈاک عہ قسم دوم چھ روپے محصول ڈاک عہ
بذریعہ منی آرڈر پیشگی

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

متفرق مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی […] مرد موسائز
قیمت ۵۰ پیسے۔ محصول […] بجائیو […] عہ
مجموعہ تفاسیر مجلد ۱۶/۵۰ روپے 〃 〃 〃 ۲۵ پیسے
ضرورت قرآن ۱۹ پیسے 〃 〃 〃 ۳۱ 〃
اسماء اللہ الحسنیٰ ۳۱ 〃 〃 〃 〃 ۴۳ 〃
مقصد قرآن ۱۹ 〃 〃 〃 〃 ۳۱ 〃
استحکام پاکستان ۱۹ 〃 〃 〃 〃 ۳۱ 〃
اصلی حنفیت ۱۲ 〃 〃 〃 〃 ۲۵ 〃
بہشتی اور دوزخی کی پہچان ۱۲ پیسے 〃 〃 ۲۵ 〃
نجات دارین کا پروگرام ۱۹ پیسے 〃 〃 ۳۱ 〃
مسٹر اور علماء 〃 〃 〃 ۳۱ 〃

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

گلدستہ
صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب
امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں۔ کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے، اس حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہد نامہ پر دستخط تھے۔ جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا۔ اور مجلد کے لئے اور مجلد کے لئے دو آنے جلد کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ ۵۰ پیسے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۵ پیسے کل ایک روپیہ پیشگی بھیجیں وی۔ پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور ۸

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو زبان میں شائع کئے گئے ہیں بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک دس لاکھ ساٹھ ہزار ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد اور بچے کیلئے ان کا مطالعہ بیحد ضروری ہے نیا ایڈیشن چھپ کر آگیا ہے کل ۳ روپے ۵۰ پیسے پیشگی بھیجیں۔ ہدیہ مجلد سیٹ ۵/۲ محصولڈاک عہ۔ وی پی نہ ہوگا

ملنے کا پتہ

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

خلاصۃ المشکوٰۃ مترجم

جس میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں، اور قرآن مجید کی طرح اس پر اعراب ہیں۔ ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں، سمجھ دار بچے اور معمولی اردو دان بھی بہ آسانی پڑھ سکتے ہیں۔

ھدیہ مجلد ۱/۵۰ روپے محصول ڈاک ۵۷ پیسے۔

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین لاہور

(نتیجہ صفحات […] باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)